شمارہ نمبر
614

بنی اسرائیل اور ان کے نبی

مثالی مجلّہ

ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ (رجسٹرڈ)
چہلیک کچہری روڈ، ملتان۔ فون: 4549675

رجسٹرڈ نمبر
M-23

01

بنی اسرائیل اور ان کے نبی

قرآن مجید میں جس بنی اسرائیل کا ذکر ہے اور جس سے قرآن نے بار بار خطاب کیا ہے وہ یہود یا آل یعقوب ہی ہیں۔ جو اولاد انبیاء اور حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ کے اتباع کے دعوے دار تھے۔ اور جنہیں قرآن پاک نے بارہا اولاد اسرائیل کہہ کر پکارا اور خدا تعالیٰ کے انعامات انہیں یاد دلا کر حق کی طرف آنے کی دعوت دی۔

بنی اسرائیل مصر میں فرعون کی غلامی میں مبتلا تھے اور بڑی ذلت و اذیت کی زندگی گزار رہے تھے کیونکہ مصری آقا ان کے لڑکوں کو ذبح کر دیتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل کو مصریوں سے نجات دلائی۔

قرآن پاک میں بار بار اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص انعام فرمایا تھا۔ اور انہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ترجمہ: ''اے نبی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر

فضیلت دی تھی۔'' (البقرہ۔آیت ۴۷ اور ۱۲۲)

اسرائیل

اسرائیل کے لفظی معنی ہیں ''خدا کا سپاہی''۔انجیل باب پیدائش ۳۳/۲۸ میں اس کی تفصیل اس طرح درج ہے۔کہ حضرت یعقوب اپنی سسرال سے کنعان کی جانب آ رہے تھے تو راستے میں ایک فرشتہ آپ کے خیمے میں گھس آیا۔اور اس نے کشتی لڑی اور آپ کو زیر نہ کر سکا۔ پھر اس نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ ''ان کا نام یعقوب ہے'' فرشتے نے کہا نہیں آپ کا نام اسرائیل ہے۔ بعد ازاں آپ کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی اور یہ ان کا قومی نام بن گیا۔ان کی حکومت شمالی فلسطین میں قائم ہوگئی۔

متعدد تواریخ میں لکھا ہے کہ یعقوب یعنی اسرائیل کے بارہ قبائل کا یہ قومی نام بن گیا تھا۔ان کے ایک فرزند یہوداہ کی سلطنت بحرہ مردار(Dead Sea) سے بحر روم(Medi Tranian Sea) کے درمیان تھی۔اور باقی دس قبائل نے شمالی فلسطین میں حکومت کی جن کو بنی اسرائیل کہتے تھے۔''یہودہ'' کے انیس بادشاہوں نے ۹۷۵ ق م سے ۷۲۳ ق م تک ۲۵۲ سال اور بنی اسرائیل کے بیس بادشاہوں نے ۹۷۵ ق م سے لیکر ۵۹۸ ق م تک ۳۷۷ سال حکومت کی تھی۔

قرآن مجید میں بنو اسرائیل کا ذکر تو بار بار آیا ہے۔لیکن اسرائیل کا ذکر صرف ایک بار ہوا ہے وہ بھی اس طرح:

ترجمہ:''بنی اسرائیل کے لئے تمام کھانے حلال تھے۔سوائے ان اشیاء کے جو اسرئیل (یعقوب) نے خود اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔ (العمران۔۹۳)

عام طور پر مفسرین کا یہ خیال ہے کہ حضرت یعقوب عرق النسا(Sciatica) کے مرض میں مبتلا تھے تو آپ نے دودھ، اونٹ کا گوشت وغیرہ کھانا چھوڑ دیا تھا۔ ان کے دیکھا دیکھی ان کی امت نے بھی ایسا کر لیا تھا۔ جس کی طرف قرآن پاک توجہ دلاتا ہے کہ ایسا منجانب اللہ نہیں ہوا تھا بلکہ یہ فعل ان کی ذاتی نوعیت کا تھا۔ مگر لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ چیزیں بھی بنی سرائیل پر حرام ہو گئی ہیں۔

بنی اسرائیل

مصر سے بنی اسرائیل کے خروج کے وقت وہاں فرعون (Ramesis) دوم کی حکومت تھی۔ بنی اسرائیل زیادہ تر محنت مزدوری اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ کی بددعا سے جب وہاں لگاتار کئی عذاب نازل ہوئے تو بادشاہ نے بنی اسرائیل کو چلے جانے کی اجازت دے دی۔ اور بنی اسرائیل سمندر کی جانب چل دیئے۔ ان کی پہلی منزل ''سکات'' تھی۔ پھر ''مگدال'' اور پھر شام۔ انہوں نے اگلی صبح دریا (مورخین خیال ہے کہ سمندر جو مصر کو صحرائے سینا سے الگ کرتا ہے) عبور کیا اور ''سینا'' کی جانب چل پڑے۔ تب شہر ''ایلم'' کے قریب بیابان میں ان پر ''من و سلویٰ'' نازل ہوا۔ (باب خروج ۱۶۔۱۴/۱۲)

یہ لوگ ''سینا'' میں جب ''رفیڈم'' کے مقام پر پہنچے تو وہاں پانی نہ ملنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوئے۔ حضرت موسیٰ نے ڈنڈا (عصا) مارا تو ایک چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ پھر ساری قوم نے کوہ طور کے پاس قیام کیا۔ چند روز بعد حضرت موسیٰ چالیس دن کے لئے کوہ طور پر چلے گئے تو سامری نے ایک سونے کا بچھڑا بنایا تاکہ بنی اسرائیل اس کی عبادت کریں۔ اس کے بعد سارا قافلہ کنعان کی

جانب چل پڑا۔ لیکن عمالقہ قبیلے کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے اور ۳۷ برس وہیں رکے رہے۔ یہ مقام ''دشت تہید'' کہلاتا ہے۔ یہاں بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا:

ترجمہ: ''کہ تم اور تمہارا خدا جا کر ان سے لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ (مائدہ۔۲۴)

۳۷ برس کے بعد حضرت موسیٰ نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور ''ایڈوم'' کی طرف چل دیئے۔ یہاں حضرت ہارون کا انتقال ہو گیا تو انہیں پہاڑی میں دفن کر دیا۔ پھر آپ (حضرت موسیٰ) کی وفات ''جبل نیبو'' پر ہوگئی۔ آپ کی عمر اس وقت ۱۲۰ سال تھی۔ آپ کی وفات کے بعد ایک پاک انسان ''یشوع'' بن نون آپ کا جانشین بنا پھر ان کے بعد طالوت پھر داؤد اور پھر سلیمان کا زمانہ آیا۔ یہ سب نبی تھے۔ ۹۷۵ ق م میں حضرت سلیمان کے کہنے پر ''فاتن'' نبی یا ''اخی جا'' نبی نے فلسطین دو حصوں میں بانٹ دیا۔ جنوبی حصہ ''یہوداہ'' اور شمالی حصہ بنی اسرائیل کو دے دیا۔ (سلاطین ۱۱۔۳۹/۳۱)

قبل مسیح میں بنی اسرائیل کا حشر

۷۷۱ ق م میں اشوریوں نے اسرائیل پر حملہ کر دیا اور زیر اقتدار کر لیا۔ بنی اسرائیل بہت تباہ ہوئے۔ اشوری واپس ہو گئے۔

۷۴۰ق م میں بادشاہ ''شال مینسر'' (Shel Manser) نے بنی اسرائیل پر حملے کیے۔ سماریہ کو خوب لوٹا۔ ہزاروں غلام اور لونڈیاں لے گئے۔

۷۱۳ ق م میں بادشاہ ''کرب سینا'' (Karab Sina) نے اسے فتح کر لیا اور دو لاکھ عورتوں مردوں کو قیدی بنا کر لے گئے۔

۷۰۶/۵۶۲ کے درمیان بادشاہ ''بخت نصر'' (Bakht Naser) نے بیت المقدس

کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سب کچھ جلا دیا۔ لاکھوں اسرائیلوں کو غلام بنا لیا۔

۵۳۶ ق م میں ایران کے بادشاہ ''سائرس''(Cyaxres) نے بابل پر قبضہ کیا تو اسرائیلیوں کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ پہلے قبیلہ ''یہوداہ'' کے سردار ''ربل'' کے ساتھ چل پڑا۔ پھر سب کو قتل کر دیا گیا۔ مگر ۴۵۸ ق م میں حضرت عزیر علیہ السلام کے س اتھ اور ۴۴۵ ق م میں ''نبی نحمیاہ'' کے ساتھ ۴۲ ہزار اسرائیلی وہاں سے واپس فلسطین آ گئے۔

بنی اسرائیل کا نبیوں کے ساتھ سلوک

بنی سرائیل کی قوم کی اصلاح و ہدایت کے لئے خداوند تعالیٰ نے سب سے زیادہ نبی بھیجے تھے۔ مگر اس قوم نے پوری ڈھٹائی اور سرکشی کے ساتھ ان کی تعلیمات کی خلاف ورزی کی اور احکامات الہیہ کی ذرا برابر پرواہ نہ کرتے ہوئے جو بات بھی ان کے مزاج، خیالات یا خواہشات کے خلاف ہوتی اس کو اپنی مرضی و منشا کے مطابق بدل ڈالتے یہ تمام واقعات جو ہم نے اخذ کئے ہیں تورات اور اناجیل میں نبیوں کے متعلق اس طرح ملتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

''جب سلیمان کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت یروشلم یہودیہ اور سامریہ میں تقسیم ہو گئی تو ان کی باہم لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ یہودیہ نے اپنی ہی بھائیوں کے خلاف دمش کی ''آرامی'' سلطنت سے مدد مانگی۔ اس پر خدا کے حکم سے ''حنانی'' نبی نے یہودیہ کے فرمانروا ''آسا'' کو سخت تنبیہہ کی۔ مگر ''آسا'' نے تنبیہہ قبول کرنے کے بجائے خدا کے اس نبی کو جیل میں ڈال کر مار ڈالا۔'' (۲ تواریخ۔ باب ۱۷۔ آیت ۱۰۔۷)

''حضرت الیاس (ایلیا۔ Elliah) نے جب ''بعل'' (ایک مشہور بت) کی پرستش پر یہودیوں کو ملامت کی اور ازسرنو توحید کی دعوت کا صور پھوکنا شروع کیا تو ''سامریہ'' کا اسرائیلی بادشاہ ''اخی اب'' اپنی مشرک بیوی کی خاطر ہاتھ دھوکر ان کے پیچھے پڑ گیا۔ حتیٰ کہ ان کو جزیرہ نما صحرائے سینا کے پہاڑوں میں جا کر پناہ لینا پڑی۔ اس موقع پر حضرت الیاس علیہ السلام نے جو دعا مانگی اس کے الفاظ یہ ہیں۔''

''بنی سرائیل نے اپنے عہد کو توڑ دیا۔ تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا۔ میں اکیلا باقی ہوں اب میری جان لینے کے درپر ہیں۔'' (سلاطین۔ باب ۱۹۔ آیت ۱۰۔۱)

''اور ایک نبی حضرت ''میکایاہ'' کو اسی بادشاہ ''اخی اب'' نے حق گوئی کے جرم میں جیل بھیج دیا۔ اور حکم دیا کہ اس شخص کو مصیبت کی روٹی کھلانا اور مشکل کا پانی پلانا۔''

''پھر جب یہودیہ کی ریاست میں علانیہ بت پرستی اور بدکاری ہونے لگی اور ''زکریا'' نبی نے اس کے خلاف آواز بلند کی تو بادشاہ یہوداہ ''یوآس'' کے حکم پر انہیں یمن ہیکل سلیمانی میں مقدس قربان گاہ کے درمیان سنگسار کر دیا گیا۔'' (۲۔تاریخ باب ۲۴۔ آیت ۲۱)

''اس کے بعد جب سامریہ کی اسرائیلی ریاست آشوریوں کے ہاتھوں ختم ہو چکی اور یروشلم کی یہودی ریاست کے سر پر تباہی کا طوفان تلا کھڑا تھا۔ تو ''یرمیاہ'' نبی نے اپنی قوم کو بتایا ہی نہیں بلکہ کوچے کوچے میں انہوں نے پکار پکار کر کہا۔

اے یہودیو! تم سنبھل جاؤ ورنہ تمہارا انجام بھی سامریہ جیسا ہوگا۔ بلکہ اس سے بد تر ہوگا۔ مگر قوم نے اس نبی کو پتھر مارے۔ پھر ان کا پانی بند کر دیا۔ پھر جیل میں ڈال دیا۔ رسی سے باندھ کر حوض میں لٹکا دیا تا کہ بھوک پیاس سے مر جائیں۔ الزام یہ لگایا کہ یہ آدمی غدار ہے۔'' (یرمیاہ باب ۱۵۔ آیت ۱ باب ۱۸۔ آیت ۲۳۔۲۰)

''ایک اور نبی ''عاموس'' کے متعلق لکھا ہے کہ جب انہوں نے سامریہ کی اسرائیلی ریاست کو اس کی گمراہیوں اور بدکاریوں پر ٹوکا اور ان کی حرکات کے برے انجام سے خبردار کیا تو انہیں ملک بدر کر دیا۔'' (عاموس۔ باب۔۷۔ آیت ۱۳۔۱۰)

''حضرت یحییٰ (یوحنا) نے جب ان کی بداخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہودیہ میں عام تھیں اور وہاں کے بادشاہ ''ہیروڈیس'' کے دربار میں کھلم کھلا ہو رہی تھیں۔ تو پہلے وہ قید کر لئے گئے۔ پھر بادشاہ نے اپنی ایک رقاصہ معشوقہ کی خوشنودی کے لئے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر قلم کرا دیا۔ اور تھال میں رکھ کر رقاصہ کو پیش کر دیا۔

''آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنی سرائیل کے علماء اور سرداران قوم کا غصہ بھڑکا۔ کیونکہ وہ انہیں انکے گناہوں اور ان کی ریاکاریوں پر ٹوکتے تھے۔ اور ایمان راستی کی تلقین کرتے تھے۔ اسی وجہ سے ان پر ایک جھوٹا مقدمہ چلایا گیا۔ اور رومی حاکم کے نہ چاہنے کے باوجود بھی بنی اسرائیل نے انہیں صلیب پر لٹکوا دیا (متی باب ۲۷۔ آیت ۲۲۔۲۰)

ان واقعات کو پڑھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس قوم نے اپنے نبیوں کے ساتھ نہ صرف اپنے مفادات کی خاطر ان سے قومی، ملکی، خاندانی تعلقات کا انقطاع کر لیا تھا بلکہ ان پر مصائب و شدائد کے پہاڑ حائل کر دیئے اور جب موقع ملا تو ان کو قتل کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔ بائبل۔ تورات مقدس کتابوں میں تو بہت سارے انبیائے بنی اسرائیل کا اذکار ہیں۔ مگر قرآن پاک میں صریح طور پر یا اشارتاً جن نبیوں کے جو ''بنی اسرائیل'' کے رشد و ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے معبوث فرمائے ہم ان کے ذکر ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام

آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ روایات کے بموجب ۱۸۳۶ قبل مسیح میں جبرون میں پیدا ہوئے اور جب دادا فوت ہوگئے تو اردن کے گاؤں ''بیرلحی روی'' میں رہنے لگے۔ انہوں نے اپنے ماموں زاد دو بہنوں سے شادیاں کیں اور ان کی دو کنیزوں سے بھی۔ اس طرح ان کی چار بیویاں بیک وقت تھیں۔ جن کے نام یہ تھے ماموں کی بیٹیاں (لیاہ۔ راحیل) ان کی باندیاں (زافہ اور بلھا) آپ سے ''لیاہ'' کے چھ بچے اور باقی ہر بیوی سے دو دو بچے پیدا ہوئے۔ اس طرح کل بچے بارہ تھے۔ سب سے چھوٹا بچہ ''بن یامین'' تھا۔ اس سے بڑے یعنی گیارہویں نمبر پر یوسف پیدا ہوا تھا۔ جو بڑے ہو کر نبی بنے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا نام راحیل تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت فرمائی تھی۔ ''ہم نے اسے اسحٰق کی بشارت دی پھر اسحٰق کے بعد یعقوب کی'' (القرآن۔ ھود ۱۷)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ کا نام ''ربقہ'' تھا یہ ''بیتھوایل'' بن ''نحور'' بن ''آزر'' کی بیٹی تھیں۔

تورات مقدس میں لکھا ہے۔ ''اسحاق چالیس برس کا تھا۔ جب اس نے ''ربقہ'' سے بیاہ کیا۔ جب اسحاق ساٹھ سال کا ہوا تو ''ربقہ'' کے بطن سے اکٹھے دو بچے پیدا ہوئے تو ایک نام اس نے ''یمسو'' رکھا اور دوسرے کا ''یعقوب'' (پیدائش۔ ۲۵)

فلسطین میں حضرت یعقوب علیہ السلام زیادہ مدت جبرون (موجودہ الخلیل) میں رہے اور کچھ کاشتکاری موضع ''سکم'' (موجودہ نابلس) میں کرتے تھے۔ جب ان کے

لڑکے تجارت کے لئے گھر سے نکلے تو ان کی عمر اس وقت ۹۱ سال تھی۔ جب یوسف کو ان بھائیوں نے کنویں میں پھینک دیا اور مصر پہنچ گئے تو اقتدار پانے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو معاف کر دیا اور باپ کو مصر بلا لیا۔ مصر میں حضرت یعقوب علیہ السلام ۱۷ برس زندہ رہے۔

انبیاء علیہ السلام کی غیر معمولی قوتوں کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض لیکر مصر سے قافلہ جب چلتا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام وہاں سے سینکڑوں میل کے فاصلے پر ہوتے ہیں۔ مگر اس قمیض کے مہک پا لیتے ہیں۔ جیسے قرآن پاک میں ذکر ہے۔

''جب یہ قافلہ مصر سے چلا تو باپ نے (کنعان میں) کہا۔ میں یوسف کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔'' (القرآن۔ یوسف۔۹۴)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات مصر میں ۱۴۷ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ کی نعش ارض کنعان لائی گئی اور ''جبرون'' میں دفن کیا گیا۔

قرآن پاک میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر ۱۶ مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ العمران۔۹۳ سے ہی مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اسرائیل کا لفظ آپ ہی کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی۔ ''بنو اسرائیل کے لئے تمام کھانے حلال کر دیئے سوائے ان کے جو اسرائیل (یعقوب) نے خود اپنے اوپر حرام کئے تھے۔''

جب حضرت یعقوب علیہ السلام بستر مرگ پر تھے انہوں نے اپنی اولاد کو دین ابراہیم پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ ملاحظہ فرمایئے۔

''اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے۔ سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر مت جان دینا۔'' (القرآن۔ البقر۔۱۳۲)

مزید ملاحظہ فرمائیے:

''کیا تم خود (اس وقت) موجود تھے۔ جس وقت یعقوب کا آخری وقت آیا (اور) جس وقت اس نے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے) بعد کس چیز کی پرستش کرو گے۔ انہوں نے بالاتفاق جواب دیا۔ ہم اس کی پرستش کریں گے۔ جس کی آپ اور آپ کے بزرگ۔ ابراہیم۔ اسمٰعیل۔ اسحٰق پرستش کرتے تھے۔ یعنی وہی معبود جو وحدہ لاشریک ہے۔ ہم اسکی اطاعت پر قائم رہیں گے۔'' (القرآن۔ البقر۔۱۳۳)

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام ۱۷۵۵ ق م میں پیدا ہوئے اور کنویں میں پھینکنے کا واقع ۱۷۳۹ ق م کا ہے۔ مگر بائیبل کے علماء کی تحقیق کے بموجب آپ کی پیدائش ۱۹۰۶ ق م اور کنویں میں پھینکنے کا واقع ۱۸۹۰ ق م بتایا جاتا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ سترہ برس کی تھی۔ وہ جس کنویں میں پھینکے گئے وہ بائیبل اور تلمود کی روایت کے مطابق ''سکم'' (موجودہ نابلس) کے شمال میں ''دوتن'' (موجودہ دثان) کے قریب واقع تھا۔ اور جس قافلے نے انہیں باہر نکالا وہ ''جلعاذ'' سے آ رہا تھا۔ ''جلعاذ'' کے کھنڈرات اب بھی دریائے اردن کے شمال میں وادی ''الیابس'' کے کنارے واقع ہیں۔

مصر میں دو ہزار سال ق م میں (Hyksos Kings) چرواہے بادشاہوں کی حکومت تھی۔ قرآن نے ان کے لئے ''جبارین'' کا نام استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں ''طاقتور قوم''۔ ان کو ''عمالیق'' بھی کہتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے اس قوم سے نبرد آزما ہونے کو کہا تھا تو قوم بنی اسرائیل ان سے ڈرتی تھی۔

''اے قوم! اس ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ۔ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھی ہے۔ اور پیٹھ نہ پھیرو۔ ورنہ خسارے میں رہو گے۔ (قوم کہنے لگی) اے موسیٰ علیہ السلام وہاں تو ایک طاقتور قوم (عمالقہ یا عمالیق) رہتی ہے۔ اور ہم وہاں اس صورت میں قدم رکھیں گے کہ وہ لوگ خود بخود ملک چھوڑ کر کہیں چلے جائیں۔'' (القرآن۔ مائدہ۔۲۳)

بائیبل (گنتی۔۲۹ ۔۱۳) میں بتایا گیا ہے کہ عمالقہ چند وحشی قبائل تھے۔ جو حضرت ابراہیم کے زمانے میں بحر مردار کے مغرب میں آباد تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جنوبی فلسطین اور صحرائے تہیہ پر بھی قابض تھے۔

عمالیق حکمرانوں میں آپس میں خانگی نزاعات بہت زیادہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بنی سرائیل وہاں کامیاب ہو گئے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو عروج حاصل ہو گیا اور پندرھویں صدی ق م کے آخر تک یہ لوگ مصر پر قابض نظر آتے ہیں۔ پھر ملک میں ایک قومی تحریک اٹھی اور اس حکومت کو تاراج کر دیا۔ مصری تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان ''چرواہے بادشاہوں'' نے مصری دیوتاؤں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ لوگ شام سے اپنے دیوتا ساتھ لائے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہم عصر بادشاہوں کو فرعونوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ''فرعون'' مصر کی مذہبی اصطلاح تھی۔ اور یہ لوگ مصری مذہب کے مقلد نہ تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مشہور ہیں جن کا آپ کو علم ہے کہ آپ کو کنویں سے نکالا گیا۔ غلام بنا کر بیچا گیا۔ عزیز مصر (یہ ایک عہدہ تھا) نے خریدا۔ اس کی بیوی نے ان سے دست درازی کی مگر کامیاب نہ ہوئی تو جیل میں ڈالا گیا۔ پھر عزیز مصر نے اپنا مشیر بنا لیا اور اس طرح ایک دن آپ اپنی دانائی فراست اور حکم

ربی سے تخت مصر پر جلوہ فگن ہو گئے۔ اپنی حکومت کے دسویں گیارہویں سال آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام (اپنے والدین) کو پورے خاندان کے ساتھ مصر بلا لیا اور اس علاقے میں آباد کیا جو ''دمیاط'' اور ''قاہرہ'' کے درمیان میں واقع ہے۔ بائیبل میں اس جگہ کو ''جشن'' یا ''گوشن'' بتایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے زمانے تک ان کی اولادیں یہیں مقیم تھیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت عطا فرمائی تھی کہ آپ کے والد ماجد ان کے والد پھر ان کے والد سب اللہ کے پیغمبر تھے۔ یعنی چار پشت تک نبوت آپ کے خاندان میں رہی تھی۔ اس روئے زمین پر ایسا شرف کسی کونہیں بخشا گیا۔ آپ ۱۷۳۵ ق م میں وزیر مصر مقرر ہوئے تو عزیز مصر ''فوطی فار'' کی لڑکی ''آسناتھ'' کے ساتھ آپ کی شادی ہو گئی تھی۔ اس سے آپ کے دو لڑکے پیدا ہوئے بڑے کا نام ''منسی'' اور چھوٹے کا نام ''افرائیم'' رکھا گیا یہ دونوں بچے مصر میں قحط سالی سے قبل پیدا ہو چکے تھے۔ نبوت آپ کے بعد آپ کی اولاد میں نہیں چلی۔ آپ کی وفات ۱۶۳۵ ق م میں مصر میں ہی ہوئی تھی۔ آپ نوے برس مصر میں مقیم رہے آپ کے پوتے بھی آپ کے سامنے جوان ہو گئے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام یقینی طور پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیانی زمانے میں تشریف لائے تھے۔ اگر آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوتے تو ان کی کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت مصر سے اسرائیل کے خروج اور ارض موعود کا لازماً ذکر ہوتا۔ یہ اس بات کی شہادت ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے پہلے کے نبی تھے۔ (معجم ۵۷۔ ایوب۔ ڈاب ص ۳۰۵)

بائبل کے بیان کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام سرزمین ''اوذ'' سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ اس علاقے کا نام ہے جو دریائے فرات۔ فلسطین اور نجد (یمن تا عمان) کے درمیان واقع ہے۔ آپ کے والد کا نام ''عوموص'' تھا۔ یہ عیسو بن اسحٰق بن ابراہیم کی اولاد میں سے تھا۔ اور والدہ حضرت لوط علیہ السلام بن حاران (حضرت ابراہیم کے سگے بھائی) کی اولاد میں سے تھیں۔ آپ کی بیوی ''رحمہ'' حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی اور ''افرائیم'' بن یوسف کی بیٹی تھیں۔ بعض مفسرین آپ کی بیوی کا نام ''ماخیر'' بتاتے ہیں۔ جو حضرت یوسفؑ کے دوسرے بیٹے ''منسی'' بن یوسف کی بیٹی تھیں۔

حضرت ایوبؑ کی شخصیت، قومیت اور زمانے کے بارے میں بہت اختلافات ہیں۔ کوئی ان کو مصری کوئی عربی اور کوئی بنی سرائیل کا نبی بتاتا ہے۔ کوئی ان کے زمانے کا تعین داؤد اور سلیمان کے دور میں کرتا ہے۔ کوئی ما قبل۔ یہ اختلافات بائبل کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ قابل اعتماد شہادت جو ہم نے دقیق مطالعہ سے حاصل کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ یقینی طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حزقیل اور یسعیاہ نبیوں سے کئی صدی پہلے گزرے ہیں۔ رہی قومیت تو قرآن کی سورۃ النساء اور انعام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل ہی کے نبی تھے۔ ''ہم نے ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب عیسی، ایوب، یونس اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی۔ ہم نے داؤد کو زبور دی۔'' (ترجمہ النساء۔۱۶۳)

''ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب جیسی اولاد دی ہر ایک کو راہ راست دکھائی۔ اسی کی نسل سے ہم نے داؤد، سلیمان، ایوب، موسی اور ہارون کو ہدایت بخشی اسی طرح

ہم نیکوکاروں کو نیکی کا بدلہ دیتے ہیں۔'' (ترجمہ الانعام۔۸۴)

حضرت ایوب بہت مالدار۔صحت مند توانا ہستی کے مالک تھے۔کہ یکا یک آپ کسی جلدی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ بائیبل کہتی ہے کہ تمام جسم پر پھوڑے تھے کوئی کہتا ہے کہ کوڑھ کی بیماری تھی بہر حال بائیبل کے باب ایوب میں ہمیں اس نبی کے بہت گلے شکوے ملتے ہیں۔ جو اس نے اپنے رب سے کئے اس کے برخلاف قرآن پاک میں آپ کی ایک صابر شاکر خدا رسیدہ بزرگ کی حیثیت نظر آتی ہے۔

''وہ وقت یاد کرو۔ جب ایوب نے ہمیں پکارا کہ اے اللہ! میں گرفتار الم ہوں۔ اور تو مجسم رحمت ہے مجھ پر رحمت فرما۔ ہم نے اس کی بات سنی اور اس کا دکھ دور کر دیا۔ اسے دوبارہ اس کا اہل و عیال دے دیا۔ بلکہ دوگنا دیا۔ کیونکہ ہماری رحمت کا یہی تقاضا تھا۔ ہماری یہ نوازش عبادت گزاروں کے لئے اچھا نمونہ بن گئی۔'' (ترجمہ: الانبیاء۔۸۳)

اس برگزیدہ ہستی نے جب اپنے رب سے دعا کی تو کوئی گلا شکوہ نہیں کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے سن لیا اور آپ کی تکلیف دور کر دی۔

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اپنا پاؤں مارو۔ یہ ٹھنڈا پانی موجود ہے نہانے اور پینے کو۔'' ترجمہ (ص۔۴۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں مارتے ہی ایک ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ جسے پینے اور نہانے سے آپ کی بیماری دور ہو گئی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے نام سے یہ کنواں جہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تھا۔ آج بھی اردن کے ایک قصبے ''نوا'' میں موجود ہے۔ لوگ اس جگہ کو حمام ایوب کہتے ہیں۔ آپ کی عمر ۹۳ سال ہوئی اور دمشق میں جبل قاسیون پر آپ کا

مدفن بتایا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شجرہ چوتھی پشت میں حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی۔ ''لادی'' کے پڑپوتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۵۷۱ ق م میں ہوئی تھی۔ تورات میں آپ کو دین ابراہیمی کا مجدد۔ ملت اسرائیلہ کا بانی بتایا گیا ہے۔ قرآن پاک میں سب سے زیادہ ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آیا ہے۔ سب نبیوں سے زیادہ یعنی ۱۲۹ بار آپ کا نام قرآن پاک میں آیا ہے۔

قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام بار بار آیا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کون تھیں۔ تورات میں لکھا ہے کہ وہ ''لادی'' کی اولاد میں سے ایک عورت ''یوکبد'' (Jochebed) کے ہاں ہارون، موسیٰ، مریم پیدا ہوئے تھے۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو ماں نے تین مہینہ اسے چھپائے رکھا کیونکہ فرعون مصر نے بنی اسرائیل کے ہر نومولود کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ لہٰذا جب چھپانا ممکن نہ رہا تو اس نے ایک ٹوکرے میں رکھ کر انہیں دریا میں ڈال دیا۔ قرآن کہتا ہے۔

ترجمہ: ''ہم نے والدہ موسیٰ کو کہا۔ کہ اسے دودھ پلاتی رہو جب راز فاش ہونے لگے تو اسے دریا میں ڈال دو۔'' (القصص۔۷)

یہ ٹوکرا دریا میں بہتے بہتے فرعون کے محل کے قریب آیا تو فرعون کی بیوی نے دیکھ لیا۔ اس نے اٹھوا کر کھولا تو موسیٰ کو پایا۔ خوش ہو کر کہنے لگی اسے ہم پالیں گے۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر اس طرح ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

ترجمہ: ''(اے فرعون) یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ شائد ہمارے لئے مفید ہو۔ ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں''۔ (القصص۔۹)

آپ جوان ہوئے تو آپ نے تبلیغ دین کی، فرعون ان کا دشمن ہو گیا۔ آپ کسی طرح بچ نکلے۔ مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر میں چالیس سال قیام کیا وہاں آپ کو معیاری روحانی تربیت ملی اور آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے لائق ہو گئے مگر انکی قوم بنی سرائیل نہ سدھری۔

دوسرے انبیاء علیہم السلام پر تو وحی اس طرح آتی تھی کہ ایک آواز آ رہی ہے یا فرشتہ پیغام سنا رہا ہے۔ لیکن موسیٰ کے ساتھ یہ معاملہ برتا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بذات خود ان سے گفتگو کی۔ بندے اور خدا کے درمیان اس طرح باتیں ہوئیں جیسے دو دوست باتیں کر رہے ہیں۔ سورۃ طٰہٰ میں ملاحظہ فرمایئے۔ ''میں نے تم کو نبی چن لیا ہے جو وحی کی جا رہی ہے سن لو! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری عبادت کرو اور نماز قائم کرو۔'' الغرض ایک طویل عہد و پیمان ہوتے ہیں۔ مستقبل کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ موسیٰ ڈرتے ہیں۔ حوصلہ دیا جاتا ہے وغیرہ (پڑھیئے سورۃ طٰہٰ ۱۲ سے ۴۸۔ قصص ۳۰ سے ۳۵) آپ نے چھ لاکھ بنی اسرائیل کو فرعون مصر سے نجات دلائی۔ قلزم عبور کیا۔ سینا کے صحرا میں ''رفیڈیم'' کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے پتھر پر اپنا عصا مارا تو پانی نکل آیا۔ کھانے کے لئے من و سلویٰ آسمان سے نازل ہوا۔ آپ پر ایک مقدس کتاب ''تورات'' اتری اور آخری وقت میں اپنی قوم کو ''کنعان'' تک پہنچا دیا۔ اور آپ کا انتقال ۱۴۵۱ ق م میں ہوا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ آپ کا مدفن ''جبل نیبوٗ'' اردن کے قریب بتایا جاتا ہے۔

جاری ہے

بہتان کے نقصانات

☆ کسی پر بہتان لگانا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ملائکہ مقربین کی ناراضگی کا باعث ہے۔

☆ لوگوں پر بہتان لگانے والے کو سماج اور معاشرے میں ناپسندیدہ اور بے وقعت سمجھا جاتا ہے۔

☆ بہتان تراشی سے ایک اچھا خاصا بہترین معاشرہ فساد اور برائی میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔

☆ بہتان تراش شخص اپنی ہی نظروں میں گر جاتا ہے، نیک بختیوں اور سعادتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

☆ بہتان تراشی ایک مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے یہ تو منافقین کا شیوہ اور عادت ہے۔

☆ بہتان تراش حق کو باطل اور باطل کو حق کے ساتھ خلط ملط کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بے گناہ اور معصوم شخص کو مجرم و گناہ گار اور مجرم کو بری ثابت کرنے کی مذموم اور ناکام کوشش میں لگا رہتا ہے۔

(نضرة النعيم)